بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

مسودّہ نفاذ قصاص و دیّت، شفعہ آرڈیننس

دار العلوم حقّانیہ کی سفارشات و ترامیم

حکومت پاکستان نے نمبر ۳(۲۱)(۲۲)/۸۰ - آر بی سی۔ آئی آئی مجریہ ۱۳ دسمبر ۱۹۸۰ء کے تحت جرائم خلاف جسم انسانی (نفاذ قصاص و دیّت) اور مسودہ شفعہ آرڈر ۱۹۸۰ء کے مسودات قانون رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کئے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے ان مسودوں کو دارالعلوم حقانیہ کی تجاویز اور اصلاحی ترمیمات کے لئے بھیجا۔ چنانچہ دارالعلوم کے مفتی حضرت مولانا محمد فرید صاحب۔ نائب مفتی حضرت مولانا غلام الرحمان صاحب نے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی رہنمائی، مشورہ اور موجودگی میں ان مسودوں پر از روئے فقہ و شریعت نظرثانی کی۔ اور جہاں جہاں قابل اصلاح چیز نظر آئی اسے قلم بند کرکے اسلامی نظریاتی کونسل کی خدمت میں ارسال کیا گیا۔ قانون شفعہ میں ۱۳ ترمیمات اور قانون دیت و قصاص میں ۹ سفارشات مجموعی 22 ترامیم و تجاویز ارسال کی گئی ہیں۔

مذکورہ حضرات اکابر کے علاوہ اتفاق سے حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچی سے تشریف لائے تو انہوں نے بھی ان سفارشات پر نظر ڈالی۔ اور اس کی تائید کی۔ ان پیش کردہ تجاویز و سفارشات کو ہم افادہ عام کے لئے الحق میں شائع کر رہے ہیں۔ مسودہ کے بعض دیگر مقامات پر ہم اظہار خیال کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

سمیع الحق

تجاویز متعلقہ مسودہ آرڈر نفاذ قصاص ودیت مجریہ ۱۹۸۰ء

بخدمت اقدس جناب چیئرمین صاحب اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از سلام مسنون! آپ کے مرسلہ مسودہ آرڈیننس جرائم خلاف جسم انسانی نفاذ قصاص ودیت آرڈیننس ۱۹۸۰ء پر تفصیلی غور کیا گیا۔ چونکہ بعض دفعات ایسے تھے جن کا تذکرہ مسودہ میں اجمالاً تھا۔ اور اس کا تفصیلی حوالہ تعزیرات پاکستان پر دیا گیا تھا۔ تعزیرات پاکستان اس وقت ہمارے سامنے نہیں ہے۔

ہم ان کے متعلق اسلامی نقطہ نظر سے فی الوقت جواب دینے سے قاصر ہیں۔ جیسا کہ دفعہ ۳ (۱۰۵) الف (ب) (ج) (۱۰۶) ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۱۱۱، (۱) (۴) ۱۲۱ (د) ۲۔ تعزیرات پاکستان سے متعلق ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر دفعات کے متعلق تجاویز اور ترامیم پیش خدمت ہیں۔

۱۔ اس مسودہ میں تقریباً ۳۰ مقامات ایسے ہیں جہاں محض قید یا قید با مشقت جو مختلف مدتوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور یا بعض مقامات پر مختلف تعداد میں کوڑوں کی سزا بیان کی گئی ہے۔ تو اس کے متعلق گذارش ہے کہ یہ تمام سزائیں جو بیان کی گئی ہیں ان کے ساتھ ساتھ یہ تصریح ضروری کرنی چاہیئے کہ یہ سزائیں محض تعزیرات ہیں جو حکومت کی سیاست اور مصلحت پر مبنی ہیں۔ ورنہ یہ سزائیں شرعی نہیں ہیں۔ جو کسی خاص نص کے تحت آتے ہوں۔ البتہ کوڑوں کی جو سزا جن مقامات پر ذکر ہے تو یہ چونکہ غیر منصوصی سزاؤں میں ایک شدید ترین سزا ہے۔ لہٰذا اس کے نفاذ میں نہایت احتیاط چاہیئے۔ بصورت تعزیر دفع فساد کے لئے بعض مواقع پر اس کا اجرا کرنا چاہیئے۔ تاکہ لوگوں کے لئے عبرت بنے لیکن کلیہ اس کو نہ بنایا جائے۔ مسودہ کے مندرجہ ذیل مقامات پر یہ سزائیں مذکور ہیں۔ دفعہ (۵) شق ب۔ ج دفعہ ۱۶ دفعہ ۲۱ ب دفعہ ۲۳ ا ب دفعہ ۳۵ الف۔ ب ۳۷ ا ب دفعہ ۳۹ دفعہ ۴۳ ب ج دفعہ ۴۵ ب دفعہ ۴۷ ب دفعہ ۴۸ دفعہ ۵۱ ب دفعہ ۳۵ ب دفعہ ۵۸ دفعہ ۶۰ دفعہ ۶۲ دفعہ ۶۳، ۶۶، ۶۸، ۷۰، ا دفعہ ۷۱ ب ۸۱۔۸۲ الف ۹۰۔۹۱۔۹۴ ج دفعہ ۹۵، ۹۷، الف ب دفعہ ۹۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۱

۲۔ چونکہ یہ آرڈیننس نفاذ قصاص ودیت سے تعلق رکھتا ہے اور شریعت میں قصاص ودیت کا قانون، حفاظت نفس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ضابطہ مقرر فرمایا ہے لہٰذا اس میں حفاظت نفس کے جملہ پہلوؤں پر غور کرنا چاہیئے۔ تاکہ مبادا کسی طریقہ سے مظلوم ورثا کی حق تلفی نہ ہو جائے۔

لہٰذا قاتلوں کا پورا پورا محاسبہ ہونا چاہیئے۔ اور جو لوگ قاتلوں کی حمایت کرتے ہیں یا ان کو اپنے ہاں پناہ

دیتے ہیں۔ ان کے لئے بھی از روئے مصلحت کوئی تعزیری قانون مقرر کیا جائے۔ اگرچہ پناہ دینے والے ایک قوم ایک قبیلہ یا ایک خاص علاقہ یا حکومت کے بعض افراد ہی کیوں نہ ہوں۔ اور نیز ان علاقوں میں بھی قاتلوں کو گرفتار کرنا چاہیئے جو علاقے پولیٹیکل ایجنٹ کی زیر نگرانی ہوں جہاں قاتل مفرور ہو کر پناہ لے لیتا ہے۔

۳۔ اس مسودہ کے صفحہ ۲ دفعہ ۲ کا شق (ج) میں جہاں بالغ کی تعریف کی گئی ہے[1] اس میں کچھ اضافہ ضروری ہے اور تعریف یوں ہونی چاہیئے۔

کہ بالغ سے مراد ہر وہ مرد و زن ہے جس پر علامات بلوغ ظاہر ہوئی ہوں۔ مثلاً احتلام۔ حمل یا موئے زیر ناف کا ہونا۔

اور یا عورت سترہ سال اور مرد اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچ چکا ہو۔

اور مذکورہ دونوں صورتوں میں سے ہر اس صورت کو اعتبار دیا جائے گا جو صورت پہلے وقوع پذیر ہو۔

۴۔ صفحہ ۴ دفعہ ۴ کی تشریح۔

میں جہاں گلا گھونٹنے کی صورت کو قتل عمد کی صورتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ وہاں یہ تصریح کرنی ضروری ہے کہ اس گلا گھونٹنے کی صورت میں قاتل کا قتل[3] حداً نہیں ہوگا۔ بلکہ سیاستہً ہوگا۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ عالمگیری ج ۶ ص ۵

ولو خنق رجلاً لا یقتل الا اذا کان الرجل خناقا معروفا خنق غیر واحد فیقتل سیاسۃً

اور اگر کسی کا گلا گھونٹا گیا تو اس قاتل کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ البتہ اگر قاتل مشہور گلا گھونٹنے والا ہو جس نے اس کے علاوہ دو لوگوں کے گلے بھی گھونٹے ہوں تو پھر اس کو از روئے مصلحت سیاستہً قتل کیا جائے گا۔

۵۔ مذکورہ بالا صفحہ ۴ دفعہ ۴ کے مذکورہ شق میں زہر دلانے کی صورت میں جو قتل عمد میں شمار کیا گیا ہے اس کے متعلق یہ واضح کرنا چاہیئے۔

---

[1] سرکاری مسودہ میں بالغ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ جو شخص ۱۸ سال یا بلوغت کی عمر کو پہنچ چکا ہو الخ

[2] یہ امام صاحب کا مذہب ہے۔ صاحبین کے نزدیک ہر دونوں کے لئے پندرہ سال تک پہنچنا عمر بلوغت ہے۔

[3] یعنی گلا گھونٹنے اور مطلق زہر پلانے کو قتل عمد کہنا صحیح نہیں ہے البتہ بعض صورتوں میں ایسے شخص کو تعزیراً قتل کیا جاسکتا ہے واضح رہے کہ شرعی اصطلاحات حد اور تعزیر کو بدلنا اور مخلوط کرنا مستقبل میں بہت ہی خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔

" کہ اس سے زہر دلانا مراد ہے۔ جیسے پلانے والے نے زور اور جبر کرکے یا بلا اکراہ پلایا ہو تو پھر اس میں قصاص اور دیت دونوں نہیں ہیں۔ البتہ حکومت اس صورت میں بھی دفع فساد کے لئے از روئے مصلحت سیاستۃً تعزیر دے سکتی ہے۔

جیسا کہ عالمگیری جلد سادس ص ۴ میں تصریح ہے۔

و اذا ناوله فشرب من غير ان اكره عليه لم يكن عليه قصاص ولا دية سواء علم الشارب بكونه سمًّا اولم يعلم	اور جب کسی کو زہر دے کہ بغیر کسی زور اور جبر کے پلایا ہو تو اس پر اس صورت میں قصاص اور دیت دونوں واجب نہیں ہے۔ اگرچہ پینے والے کو اس کے زہر ہونے کا علم ہو یا نہ ہو۔

ص ۱۲ دفعہ ۱۴ میں قاتل کو بصورت عفو یا صلح کے بعد تعزیراً قتل کرنے میں نہایت ہی احتیاط کرنا چاہئے تاکہ غیر اسلامی قوانین بالخصوص یہودیت سے امتیاز ہو۔

۶۔ ص ۱۷ دفعہ ۲۸ میں قتل کی صورت میں قاتل کو وراثت سے محرومی کا جو حکم بیان کیا گیا ہے اس میں یہ ضروری ہے کہ یہ قتل عمد، شبہ عمد، خطاء، جار مجری خطا کی صورت میں ہے۔ یعنی ان چار صورتوں کے قتل کی صورت میں قاتل مقتول کی وصیت یا حق وراثت سے محروم رہے گا۔ اور قتل بسبب کی صورت میں قاتل مقتول کی وراثت سے محروم نہیں رہے گا۔ جیسا کہ کسی نے اپنی ملکیت کے علاوہ کسی دوسرے جگہ میں کنواں کھودا۔ اور کوئی شخص اس کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو گیا تو اس کو قتل بسبب کہا جائے گا۔ جس میں قاتل مقتول کی وراثت سے محروم نہیں ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو فتاوی عالمگیری جلد سادس ص ۳

و اما القتل بسبب فمثل حفر البير ووضع الحجر فى غير ملكه و موجبه اذا تلف به ادمى الدية على العاقلة ولا يتعلق به الكفارة ولا حرمان الميراث عندنا	اور قتل بسبب جیسا کہ کسی نے اپنی ملکیت کے علاوہ دوسری جگہ میں کنواں کھودا۔ یا کسی اپنی ملکیت کے علاوہ دوسری جگہ میں کوئی پتھر رکھا اور اس کی وجہ سے کوئی شخص ہلاک ہوا۔ تو اس میں بصورت ہلاکت انسان قاتل کے عاقلہ پہ دیت واجب ہوگی۔ اور ہمارے مذہب میں اس میں کفارہ اور وراثت سے محرومی نہیں ہے۔

۷۔ ص ۲۴ دفعہ ۱۱۳ میں سزائے موت کی توثیق کا اختیار جس عدالت مرافعہ کو دیا گیا ہے اس میں یہ تصریح ضرور کرنی چاہئے۔ کہ بشرطیکہ اس عدالت مرافعہ کا فیصلہ بھی شرعی ہو۔

۸۔ صہ ۴۸ دفعہ ۱۲۳ کے آخر میں یہ اضافہ کرنا چاہیئے۔
"نیز خاص اور معتمد علیہ اداروں اور اہل حل و عقد سے بھی رائے طلب کرنی چاہیئے"۔

۹۔ کہ مذکورہ دفعات میں جہاں جرمانہ کا ذکر آیا ہے۔ وہاں جرمانے سے مراد تعزیر بالضرب یا بالحبس مراد ہو نہ کہ تعزیر بالمال یہ موجودہ مروجہ جرمانہ ایک غیر شرعی امر ہے۔

تجاویز متعلقہ مسوّدہ شفعہ آرڈر مجریہ ۱۹۸۰ء

آپ کے مسوّدہ حصہ سوم کے مسودہ شفعہ آرڈر مجریہ ۱۹۸۰ء کے بعض دفعات کے متعلق چند اہم تجاویز اسلامی نقطۂ نظر سے ارسال خدمت ہیں۔ لیکن واضح ہو کہ یہ تجاویز صرف ان دفعات کے متعلق ہیں جو دفعات مفصل اور غیر مخدوش ہیں۔ ورنہ جو دفعات ہمارے لئے قابل فہم نہ تھے ان دفعات کے متعلق ہم جواب اور رائے ظاہر کرنے سے قاصر ہیں۔

مثال کے طور پر صہ ۲ پیرہ دفعہ ۲ کا شق (۳) اور ایسا ہی صہ ۹ دفعہ ۲۰ میں شق ۷ مخدوش اور مبہم ہیں جو ہمارے لئے قابل فہم نہیں ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق ہم رائے نہیں دے سکتے ہیں اور نیز ان دفعات کے متعلق بھی ہم رائے نہیں دے سکتے جن کا تذکرہ مسودہ میں اجمالاً ہے اور تفصیلی حوالہ تعزیرات پاکستان پر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ صہ ۱۲ پیرہ دفعہ ۳۰ کا مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء کا ایکٹ ۴۳ اور اسی صفحہ کے دفعہ ۳۱ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء ایکٹ ۵ صہ ۱۳ پیرہ دفعہ ۳۳ میں قانون میعاد سماعت ۱۹۰۸ء کا ایکٹ ۹ میں شامل امور اور صہ ۱۴ کا دفعہ ۳۶ کے شق الف اور شق ۳۔ ان دفعات سے تعلق رکھتے ہیں جن کے مجمل ہونے کی وجہ سے ہم ان کے متعلق اسلامی نقطۂ نگاہ سے رائے دینے سے قاصر ہیں۔ اس لئے کہ تعزیرات پاکستان اس وقت ہمارے سامنے نہیں اس کے علاوہ دیگر غیر مبہم اور تفصیلی دفعات کے متعلق تجاویز پیش خدمت ہیں۔

۱۔ مسودہ حصہ سوم کے صہ ۲ پیرہ دفعہ ۲ کے شق ۴ میں
کسی جائیداد غیر منقولہ کا بہتر انتظام کی غرض سے یا جائز طریقہ سے ذاتی استعمال میں لانے کے لئے تبادلہ کرنے کی صورت میں اگر تملیک و تملک کی حیثیت اور غرض سے ہو۔ تو پھر اس صورت کو حق شفعہ سے مستثنٰی کرنا از روئے شرع درست نہیں بلکہ یہ بھی ان صورتوں میں سے ہونا چاہیئے جن میں حق شفعہ شفیع کے لئے ثابت ہے۔

۲۔ صہ ۲ پیرہ دفعہ ۲ کے شق (د) کے آخر میں[ل] یہ اضافہ بھی ضروری ہے کہ شفعہ اس جائیداد میں بھی واجب ہوگا جو

ل آرڈیننس کے مسودہ کی عبارت میں صلح کی یہ صورتیں جن میں شرعاً شفعہ ثابت ہے مذکور نہیں ہیں۔

جائیداد کسی صلح کی صورت میں اقرار۔ انکار یا سکوت میں دیا جائے اور یا کسی جائیداد غیر منقولہ سے اقرار کی صورت میں صلح ہو جائے۔ اس کے لئے حوالہ ملاحظہ ہو۔

و تجب الشفعه فی الدار التی هی بدل الصلح سواء کان الصلح عن الدار عن اقرار او انکار او سکوت و کذا تجب فی الدار المصالح عنها عن اقرار	اور شفعہ اس جائیداد غیر منقولہ میں بھی واجب ہوگا جو جائیداد کسی صلح کی بدل میں دیا جائے خواہ یہ صلح اقرار۔ انکار یا سکوت کی صورت میں ہو اور نیز شفعہ اس جائیداد میں بھی واجب ہوگا جس جائیداد سے اقرار کی صورت میں صلح ہو جائے۔
فتاوٰی عالمگیری جلد ۵ صہ ۱۶۰	

۳۔ صہ ۷ دفعہ ۱۳ اپر طلب مواثبت کی تعریف "مجلس" کے ساتھ یہ اضافہ بھی ضروری ہے۔ اگرچہ اس مجلس میں یہ شفیع اکیلا ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ طلب مواثبت شفیع کے لئے اس کے مطلع ہونے کے فوراً بعد ضروری ہے۔ اس طلب میں اس کے لئے کسی دوسرے لوگوں کے سامنے موجود ہونا ضروری نہیں اس کے لئے حوالہ ملاحظہ ہو۔

رد المختار علی الدر المختار المعروف بشامی جلد خامس صہ ۱۴۳

وفی القهستانی یجب الطلب و ان لم یکن عنده احد لئلا تسقط الشفعة دیانةً ولیتمکن من الحلف عند الحاجه کما فی النهایه	(اور یہ طلب مواثبت اس کے لئے) ضروری ہے اگرچہ اس کے ہاں کوئی بھی موجود نہ ہو۔ تاکہ اس کا حق شفعہ دیانۃً ساقط نہ ہو جائے اور بوقت ضرورت قسم کھانے میں سچا ہو کر قسم کھا سکے۔

۴۔ ایسا ہی مذکورہ صفحہ ۷ کے دفعہ ۱۳ کے شق ۳ میں یہ تصریح کرنی بھی ضروری ہے۔ کہ طلب اشہاد شفیع کے ذات سے خاص نہیں ہے بلکہ یہ طلب اشہاد شفیع بذات خود یا بوقت ضرورت رسالۃً یا وکالۃً بھی کر سکتا ہے اس کے لئے ملاحظہ ہو خلاصۃ الفتاوٰی جلد رابع صہ ۲۵۶

اذا باع رجل و علم بالشراء و هو فی طریق مکة فطلب طلب المواثبة و عجز عن طلب الاشهاد بنفسه یوکل آخر حتی یطلب الشفعه فلو لم یفعل و مضی المدة بطلت شفعته

اور ایسا ہی درمختار ج ۵ ص ۶۶۳ میں ہے۔

وهذا الطلب لابد منه حتى لو تمكن ولو بكتاب او رسول ولم يشهد بطلت شفعته	یہ طلب اشہاد شفیع کے لئے ضروری ہے یہاں تک کہ یہ طلب اشہاد کسی خط یا کسی آدمی کو بھیج کر بھی ممکن ہو اور شفیع طلب نہ کرے تو اس کا حق شفعہ باطل ہو گا۔

اور نیز اس دفعہ میں یہ بھی ضروری ہے کہ طلب اشہاد۔ بائع یا مشتری یا مبیعہ۔ ہر تینوں میں سے کسی ایک کے ہاں جو بھی اس کو میسر ہو کر سکتا ہے۔ البتہ بائع کے ہاں اس وقت طلب اشہاد کرے گا۔ جب تک مبیعہ اس کے ہاں موجود ہو۔ جب کہ مذکورہ دفعہ ۱۳ میں صرف مبیعہ (جائداد غیر منقولہ) کے ہاں طلب اشہاد کی کفایت پر تصریح نہیں کی گئی ہے۔ اس کے لئے ملاحظہ ہو درمختار ج ۵ ص ۶۶۲

ثم يشهد على البائع لو العقار في يده او على المشتري و ان لم يكن ذايد لانه مالك او عند العقار	اور پھر شفیع یہ طلب اشہاد بائع کے ہاں کرے گا اگر مبیعہ اس کی ملکیت میں ہو۔ اور یا مشتری کے ہاں کرے گا۔ اگرچہ یہ مبیعہ اس کے ہاں موجود نہ ہوں کیونکہ وہ مالک ہے۔ اور یا جائداد غیر منقولہ کے ہاں کرے گا۔

۵۔ ایسا ہی اسی صفحہ ۷ کے دفعہ ۱۳ کے عنوان تشریح کے شق ۴ میں اضافہ بھی ضروری ہے کہ شفیع ہر دونوں کو طلب کرنے کے بعد جائداد غیر منقولہ کے لینے کے لئے عدالت سے رجوع بغیر کسی واقعی عذر کے ایک مہینہ کے اندر* اندر ضرور کرے گا۔ اور اگر بلا کسی واقعی عذر کے ایک مہینہ میں دعوٰی دائر نہ کرے تو اس کا حق شفعہ اس ایک مہینہ سے زائد تاخیر کی وجہ سے باطل ہو گا۔

اس کے لئے ملاحظہ ہو۔ رد المختار علی الدر المختار المعروف بالشامی جلد خامس ص ۱۴۴

و في الجامع الخاني الفتوى اليوم على قول محمد لتغير احوال الناس في قصد الاضرار	لوگوں کے اپنے حقوق کے مطالبہ میں اصرار کو مد نظر رکھتے ہوئے آج کل فتوی امام محمدؒ کے قول پر ہے کہ بغیر کسی واقعی عذر کے ایک مہینہ سے زائد تاخیر کی وجہ سے حق شفعہ باطل ہو جاتا ہے۔

تاہم بصورت کسی واقعی عذر کے ایک مہینہ سے زائد تاخیر کی صورت میں بھی حق شفعہ باطل نہیں ہو گا۔ جیسا کہ شامی کے مذکورہ صفحہ ۱۴۴ ج ۵ مذکورہ عبارت۔ سے چند سطر قبل علامہ شامی رقم طراز ہیں :۔

فلو عذر، او سفر او عدم قاض يرى الشفعة بالجوار فى بلدة لاتسقط اتفاقا	اور بصورت واقعی عذر ہونے کے مثلاً بیماری یا سفر یا اس علاقہ میں قاضی کے نہ ہونے کی وجہ سے جو شفعہ بالجار کرسکے۔ تو ان صورتوں میں مہینہ سے زائد مدت بقدر عذر تاخیر کرنے سے بالاتفاق حق شفعہ باطل نہیں ہوگا۔

بنا بریں صورت صفحہ ۱۳ کے دفعہ ۳۴ پر میعاد سماعت جو کہ (۹۰) ساٹھ دن مقرر کی گئی ہے۔ اگر اس میعاد سماعت سے مراد طلب خصومت یعنی عدالت میں مقدمہ دائر کرنے کا وقت مراد ہو تو پھر بلا عذر ساٹھ دن تک تاخیر کرنے کے باوجود حق شفعہ کا باطل نہ ہونا مفتی بہ قول سے مخالف ہے۔ کیونکہ مفتی بہ قول صرف ایک مہینہ تک ہے۔ اور اگر میعاد سماعت سے مراد حاکم کے لئے فیصلہ کرنے کی مدت مراد ہو تو پھر شریعت میں تحدید نہیں ہے۔ بلکہ جتنا ممکن ہوسکے قاضی یا حاکم فیصلہ کرسکے گا۔[۱]

۶۔ صفحہ ۸ کے دفعہ ۱۶ کے آخر میں یہ اضافہ بھی ضروری ہے۔

گویا اسے یہ اراضی بائع اور مشتری کے مابین معاہدہ بیع کی صورت میں ملی ہے۔ لہٰذا اس پر احکام بیع۔ خیار رویت، خیار عیب اور عند الاستحقاق شفیع کے لئے رجوع بالثمن کا حق بھی ثابت ہوگا۔ البتہ ضمان غرور کا مطالبہ بصورت استحقاق شفیع نہیں کرسکتا۔ اس لئے ملاحظہ ہو فتاوٰی ہندیہ جلد خامس ص ۱۷۶

و اذا قضى القاضى اواسلم المشترى تثبت بينهما احكام البيع من خيار رويته و خيار عيب والرجوع بالثمن عند الاستحقاق الا ان الشفيع لايرجع بضمان الغرور۔	اور جب قاضی یا حاکم شفیع کے حق میں فیصلہ کرے یا مشتری برضا خود مبیعہ شفیع کو چھوڑ دے تو اب شفیع اور بائع کے درمیان یہ ایک معاہدہ بیع تسلیم ہوگا۔ اور اس پر احکام بیع جاری ہوں گے۔

جس کی رو سے شفیع کے لئے خیار رویت۔ خیار عیب اور بصورت استحقاق رجوع بالثمن کا حق حاصل ہے۔ البتہ شفیع بائع پر بصورت استحقاق ضمان غرور کا حق رجوع نہیں رکھتا ہے۔ یعنی شفیع بائع سے ضمان غرور[۲] کے مطالبہ کا مجاز نہیں ہے۔

---

[۱] سرکاری مسودہ میں ساٹھ دن کی میعاد سماعت مقرر کی گئی ہے۔ جب کہ یہ میعاد نہ کسی آیت میں ہے نہ حدیث میں اور نہ ہی کسی فقیہہ کا قول ہے۔ شرعاً اس کی یہ تفصیل ہے جو تبصرہ میں ذکر کی گئی ہے [۲] مسودہ میں معاہدہ بیع کو مطلق رکھا گیا ہے جب کہ شرعاً غرور اس سے مستثنٰی ہے۔

۷۔ صفحہ ۸ کا دفعہ ۲۱ میں شفیع کی موت کی صورت میں حق شفعہ شفیع کے قانونی ورثا کو منتقل کرنا خلاف فقہ حنفی ہے۔[1] بلکہ قاضی یا حاکم کا اس شفیع کے حق میں فیصلہ کرنے سے قبل اگر شفیع مرجائے تو اس کا حق شفعہ باطل ہوگا۔ شفیع کے ورثا کو منتقل نہیں ہوگا۔ البتہ مشتری کی موت سے حق شفعہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ملاحظہ ہو فتاویٰ عالمگیری جلد خامس صد ۱۸۲

و اما الضرری فنحوان یموت الشفیع بعد الطلبین قبل الاخذ بالشفعہ فتبطل شفعتہ و ھذا عندنا ولا تبطل بموت المشتری و للشفیع ان یاخذ من وارثہ

اگر شفیع دونوں طلب (طلب مواثبت و طلب اشہاد) کرکے فیصلہ کرنے سے قبل فوت ہوجائے تو اس کے موت سے اس کا حق شفعہ باطل ہوگا۔ اور اس کے قانونی ورثا کو منتقل نہیں ہوگا۔ اور یہ ہمارا مذہب ہے۔ البتہ مشتری کے مرنے سے حق شفعہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بلکہ شفیع مشتری کے ورثا سے یہ جائداد شفعہ سے لے سکتا ہے۔

نیز مذکورہ آرڈر کے صفحہ ۹ دفعہ ۲۰ سے بھی یہ دفعہ متصادم ہے کیونکہ اس دفعہ میں وہاں پر تصریح ہے کہ حق شفعہ ناقابل انتقال اور ناقابل تقسیم ہے۔

۸۔ صفحہ ۹ کے دفعہ ۲۳ کے شق ۲ میں کسی قانون کے ساتھ شرعی قانون کا اضافہ ضروری ہے لہذا پھر اصل عبارت یوں ہوگی۔

اور یا مقام مقتدرہ نے کسی شرعی قانون کے تحت حاصل کرلی ہو اس پر شفع کا دعویٰ نہیں ہوگا۔

۹۔ صفحہ ۱۰ دفعہ ۲۴ میں مدعی سے زر شفعہ جمع کرنے کا جو لزوم رکھا گیا ہے اور بصورت عدم ادائیگی زر شفعہ جمع نہ کرنے کی صورت میں دعویٰ شفعہ کا خارج کرنا شریعت کے موافق نہیں ہے۔ کیونکہ زر شفیع سے جمع کرانا شریعت میں تو مطلوب نہیں ہے اور برائے اعتماد عدالت کی استصواب رائے میں ممنوع نہیں ہے۔ لیکن اعتماد کی صورت صرف زر شفعہ کے جمع کرنے سے مختص نہیں ہے۔ بلکہ اگر شفیع کسی دوسرے ذرائع سے عدالت کو مطمئن کرکے اسے صرف کفیل دے دے تو پھر بھی دعویٰ شفع صحیح ہوگا۔ قاضی یا حاکم اس کا باقاعدہ سماعت کرکے فیصلہ کرسکتا ہے۔ اور بصورت زر شفعہ جمع نہ ہونے کے دعویٰ خارج نہیں ہوگا۔ تاہم شفیع کو عقار کا قبضہ بغیر زر شفعہ کے وصولی سے نہیں دیا جائے گا۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ عالمگیری جلد خامس صد ۱۷۶

---

[1] جس ملک کے ۹۰ فیصد سے زائد آبادی حنفی ہو وہاں اس کی مخالفت یقیناً مذہبی مداخلت کے مترادف ہے۔

ولا یلزم الشفیع احضار الثمن وقت الدعوٰی بل یجوز المنازعة و ان لم یحضر الثمن الی مجلس القاضی فاذا قضی له با الشفعه له احضار الثمن۔ولو دفع الثمن بعد ما قال ادفع الثمن الیه لا تبطل باالاجماع۔

شفیع پر دعوٰی شفعہ کے وقت زرِ شفعہ قاضی یا حاکم کے ہاں جمع کرنا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ بغیر زرِ شفعہ کے حاضر کرنے کے دعوٰی کی سماعت کر سکتا ہے۔ البتہ فیصلہ کے بعد شفیع پر زرِ شفعہ جمع کرنا ضروری ہے۔ (اور چند سطر کے بعد فرماتے ہیں) اور اگر شفیع وعدہ کر کے وقتی طور پر زرِ شفعہ جمع نہ کرائے تو پھر باالاتفاق اس کا حق شفعہ باطل نہیں ہوگا

۱۰۔ صفحہ ۱۲ کے دفعہ ۲۹ پر

مذکورہ اداروں کو حق شفعہ کے اسقاط کا جو حق دیا گیا ہے اس میں چونکہ حق تلفی کا بہت قوی امکان ہے لہٰذا یہ اختیارات مذکورہ اداروں کو نہیں دینا چاہئے۔ بلکہ صفحہ ۹ پر دفعہ ۲۲ کے تحت جو استثنا کیا گیا ہے اس ہی پر اکتفا کرنا چاہئے۔

۱۱۔ صفحہ ۱۳ دفعہ ۳۴ پر

اطلاع نامہ کی صورت میں صرف اطلاع عامہ کو کافی نہ سمجھا جائے۔ بلکہ اطلاع عامہ کے علاوہ رجسٹری منظور کرنے والا رجسٹرار یا انتقال کی تصدیق کرنے والا مال افسر یا اکنا لجمنٹ رجسٹری یا انتقال کی اطلاع شریک خلیط اور جار کو خصوصی طور پر رجسٹری یا ہرکارے کی وساطت سے دینا ضروری قرار دیا جائے۔ کیونکہ صرف اطلاع عامہ کی صورت میں حق تلفی کا قوی امکان موجود ہے۔ نیز مذکورہ اطلاع کو ایک ہفتہ تک محدود رکھنا صرف عدالت کی رائے ہے۔ ورنہ شریعت میں یہ تحدید نہیں ہے۔

۱۲۔ صفحہ ۱۵ کی دفعہ ۳۶ کے شق ۶ میں اس آرڈر کے اجرا سے قبل کئے ہوئے معاہدہ بیع کی قابل سماعت ہونے کے لئے صرف (۶۰) دن مقرر کرنا بھی ذاتی رائے معلوم ہوتی ہے۔ تو غیر شرعی قانون کو شرعی قانون کا نام دینا بہت ہی خطرناک ہے۔

۱۳۔ مذکورہ صفحہ ۱۵ کے دفعہ ۳۶ کے شق ۴ (۵) کے تحت اس قانون سے جن مقدمات کو مستثنٰی کیا گیا ہے یہ بھی محض عدالت کی اپنی رائے ہو سکتی ہے ورنہ بہتر تو یہ ہے کہ تمام مقدمات کا فیصلہ شرعی لحاظ سے ہو جائے۔